اورینٹل کالج میگزین، جلد۹۸، شمارہ۱، مسلسل شمارہ:۳۶۷، سال ۲۰۲۳ء

خواجہ عبداللہ سیالوی کی غیر مطبوعہ شاعری میں سیاسی وسماجی شعور

محمد نعیم گھمن، پی ایچ ڈی
لیکچرار اُردو، گورنمنٹ شالیمار کالج، لاہور

سید سفیر حسین، پی ایچ ڈی
ایسوسی ایٹ پروفیسر اُردو
جی۔ سی یونیورسٹی، لاہور

POLITICO SOCIAL CONSCIOUSNESS
IN UNPUBLISHED POETRY OF KHAWJA ABDULLAH SIALVI

Muhammad Naeem Ghuman, PhD
Lecturer in Urdu, Govt. Shalimar College, Lahore

Syed Safeer Husain, PhD
Associate Professor of Urdu, GC University, Lahore

Abstract

Khawja Abdullah Sialvi had a great literary taste. His unpublished poetry reflects upon the varied thoughts and intellectual manifestations of human faculty. His poetry also possesses a deep understanding of social and political milieu of the region. Folk tinge dominates his poetry out and out. His poetry is an ample proof of his concern about layman’s issues and country's overall scenario. He expanded his poetic canvas by encircling problems of the citizens and issues relating to the state. His poetry is closer to real life. Classical and romantic waves of literature find a lesser significance in his poetry.

Keywords:
Khanqah Sial Sharif, Khawja Abdullah Sialvi, Folk, Classical, Political Matters, Poetic Tradition.

تاریخ گواہ ہے کہ دنیا کی ہر زبان کا ابتدائی اثاثہ "شعر و سخن" پر ہی مبنی ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شاعری انسانی جذبات اور احساسات کی ترجمانی کرتی ہے۔ موجودہ عہد کے مقابلے میں قدیم عہد کا انسان اپنے تعلقات کی بنیادیں جذبات پر ہی استوار کرتا تھا۔ اس لیے وہ اپنے جذبات کے اظہار کے لیے شاعری کو ذریعہ بناتا تھا۔ اس دور کا انسان اپنی خوشی، غمی، دکھ، درد اور رنج کو بیان کرنے کے لیے اشعار کا ہی سہارا لیتا تھا۔ شاعری سے بہتر دنیا میں کوئی صنف نہیں ہے جو انسانی جذبات واحساسات کی عکاس ہو۔ اس دور کے انسان نے محبت کے لوک گیت گا کر سر اور لے کو فروغ دیا۔ نشاط وطرب اور رزمیہ شاعری کی ابتدا کے بعد ہی "نثر" کی شروعات ہوئی۔ اردو ادب کی ابتدا پر غور کریں تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ شاعری سے ہی اس زبان کی ابتدا ہوئی۔ اردو زبان کی ابتدا میں بھی دو چشتی صوفی بزرگوں کا ذکر ملتا ہے۔ ان میں بابا فریدؒ (۱۱۷۵۔۱۲۶۵ء) اور خواجہ امیر خسروؒ (۱۲۵۳۔۱۳۲۵ء) شامل ہیں۔ ڈاکٹر تبسم کاشمیری (پ: ۱۹۴۰ء) اپنی کتاب **اردو ادب کی تاریخ** میں لکھتے ہیں:

> "حضرت بابا فرید گنج شکر "چشتیہ سلسلہ کے صوفیا کبار میں تھے۔ اردو زبان میں آپ کا ذکر خیر ان کی شاعری کے حوالے سے کیا جاتا ہے۔"(۱)

ملکوں کو تلوار اور افواج کے ذریعے فاتحین فتح کرتے رہے۔ ان کی وجہ فتح لشکر وسپاہ ہوتی تھی۔ لیکن صوفیۂ کرام نے اپنے شیریں کلام اور بہتر انداز تبلیغ کے ذریعے لوگوں کے دلوں کو فتح کیا۔ فاتحین کی حکومتیں تو طاقت کے زور پر آئے روز بدلتی رہتی تھیں مگر صوفیہ کی جو دلوں پہ حکومت قائم ہوئی وہ دوام پا گئی۔ صوفیہ نے شاعری کے ذریعے محبت اور الفت کی زنجیر میں مخلوق خدا کو یوں پرو دیا کہ آج تک اس کی تازگی اور جوبن کو دیکھا جا سکتا ہے۔ صوفیہ کے اسی گروہ سے تعلق رکھنے والے خواجہ عبداللہ سیالوی ہیں۔ ان کا تعلق خانقاہ سیال شریف ضلع سرگودھا، پنجاب، پاکستان سے ہے۔ انھوں نے بھی لوگوں کے دلوں کو فتح کرنے کے لیے شعر و سخن کا سہارا لیا۔ وہ مشائخ چشت کے ذوق شعر و سخن کے حقیقی وارث تھے۔ عبداللہ سیالویؒ خانوادہ سیال شریف کے پہلے باضابطہ شاعر ہیں۔ انھوں نے خانقاہ سیال شریف کی شعری روایت کو تازگی اور جدت عطا کی ہے۔ عبداللہ سیالویؒ قادرالکلام شاعر تھے۔ ان کو شاعری سے شغف جوانی میں ہی ہو گیا تھا۔ ان کی ولادت ۱۸۸۹ کو سیال شریف میں ہوئی۔ خواجہ محمد دین سیالویؒ (۱۸۳۷۔۱۹۰۹ء) کے فرزند ہیں۔ انھوں نے بھی خانقاہی روایات کی پاس داری کرتے ہوئے بچپن میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔ عربی وفارسی کی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی اور خواجہ اللہ بخش تونسویؒ (۱۸۲۶۔۱۹۰۱ء) کے ہاتھ پر

بیعت کی۔ پیر مہر علی شاہؒ (۱۸۵۹۔۱۹۳۷ء) کے درس میں بھی شامل رہے۔ پیر مہر علی شاہؒ، خواجہ عبد اللہؒ کی ذہانت اور متانت سے بڑا متاثر تھے۔ خواجہ عبد اللہ سیالوی نے اپنے والد گرامی کے ہم راہ تحریک خلافت میں بھرپور حصہ لیا۔ وہ عوامی جلسوں میں قومی نظمیں پڑھ کر حاضرین سے داد وصول کرتے تھے۔ ان کو مجلس آرائی بڑی پسند تھی۔ ان کو فن زراعت پر بھی عبور حاصل تھا۔ وہ فن موسیقی، فن تعمیرات اور فن مصوری میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ فنون لطیفہ کے دل دادہ تھے اور گھڑ سواری کا بھی شوق تھا۔ ان کے پاس اعلیٰ نسل کے گھوڑے بھی تھے۔ ان کو علم فلکیات اور علم جفر پر بھی کامل دست رس تھی۔ اس سلسلے میں ان کی ایک کتاب **سیر القمر** بھی شائع ہو چکی ہے۔ ان کا شعری ذوق بہت نفیس تھا اور وہ قادر الکلام شاعر تھے۔ ان کی زندگی کے کئی گوشے نمایاں نہ ہو سکے اس کی وجہ یہ ہے کہ خانقاہ سیال شریف پر لکھنے والے تذکرہ نگاروں کی زیادہ تر توجہ سجادگان کی طرف ہی رہی۔ جس کی وجہ سے خواجہ عبد اللہ سیالویؒ کی حیات و خدمات پر اتنا نہ لکھا جا سکا جس کے وہ حق دار تھے۔ عبد اللہ سیالویؒ نے ہی خانقاہ سیال شریف کو شعر و سخن کے ایک دبستان میں تبدیل کر دیا تھا۔ ان کو شاعری کی تمام اصناف پر کامل عبور تھا۔ انھوں نے فارسی، اردو اور پنجابی میں شاعری کی۔ ان کی شاعری ابھی تک غیر مطبوعہ ہے۔ ان کے قلمی دیوان کا نام **عبد رب** ہے۔ اس دیوان میں غزلیات، قصائد، رباعیات، قطعات، رجز، مثنوی، مزاحیات، مدائح اور ہجویات شامل ہیں۔ ان کے کلام میں استادانہ پختگی اور صوفیانہ سوز و گداز موجود ہے۔ ان کا فارسی کلام اس عہد کے ممتاز شعرا کا مقابلہ کرتا نظر آتا ہے۔ عبد اللہ سیالویؒ کے شعری ذوق کو پروفیسر نظام الدین معظمی (۱۹۴۱۔۱۹۹۵ء) بیان کرتے ہیں:

> "بچپن ہی سے شاعری کا ذوق رکھتے تھے اور شاعری کی مناسبت سے موسیقی اور طب و نجوم اور دوسرے فنون میں بھی آپ نے دست گاہ بہم پہنچائی۔ آپ کی طبعیت ہمہ آمیز اور سیاحت پسند تھی۔ مجلس آرائی اور شکار و تفریح سے کافی دل چسپی رکھتے تھے۔ لہذا افتاد طبع کی بنا پر آپ کی شاعری میں دروں بینی کی بہ جائے خارج پسندی کا غلبہ نظر آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ غزل کی بہ نسبت قطعات آپ نے زیادہ لکھے ہیں۔"(۲)

انھوں نے بعض تلخ سچائیوں کو بھی اپنی فارسی شاعری کا موضوع بنایا ہے۔ جس طرح پنجابی شاعری میں میاں محمد بخشؒ (۱۸۳۰۔۱۹۰۷ء) نے اپنی شہرہ آفاق کتاب **سیف الملوک** میں معاشرتی سچائیوں اور رویوں کو موضوعِ بحث بنایا ہے، اسی طرز پر عبد اللہ سیالویؒ نے بھی انسان کی جوانی اور بڑھاپے کو شگفتہ انداز میں بیان کیا ہے۔ انھوں نے جوانی کے رنگ اور بڑھاپے کی مشکلات کو عمدہ پیرائے میں لکھا ہے کہ پڑھنے والا بے اختیار داد دینے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ ملاحظہ کریں:

بہ عہد جوانی ہمہ شادمانی
بہ پیری پریشانی و ناتوانی
بہ عہد جوانی چو گلہا شگفتہ
بہ پیری بسی زار، پژمردہ خفتہ
بہ عہد جوانی صباحت لطافت
بہ پیری سراسر قباحت و کثافت
بہ عہد جوانی ہزاران پرستار
بہ پیری ہمہ یار و اغیار بیزار(۳)

ان کے کلام میں استاد شعرا کی طرح پختگی نظر آتی ہے۔ وہ وسیع المشرب انسان تھے۔ ان کے پاس ہر وقت دوستوں کا ہجوم لگا رہتا تھا۔ وہ پنجابی روایات کے امین تھے۔ ان کی سماجی مصروفیات اپنی مثال آپ تھیں۔ ان کا ذوق وشوق سب سے جدا اور منفرد تھا۔ ان کے پاس اہل ذوق کا مجمع لگا رہتا تھا۔ ان کی زندگی مجلس آرائی اور مجلس سازی سے عبارت تھی۔ سیر وسیاحت کے بھی شوقین تھے۔ انھی خصوصیات کی وجہ سے ان کی شاعری میں معاشرت اور سماج کا رنگ نمایاں ہے۔ ان کی پنجابی شاعری انھی سماجی اقدار کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ وہ پنجابی شاعری میں بھی درجہ کمال پر فائز تھے۔ ان کے غیر مطبوعہ دیوان میں جا بہ جا پنجابی اشعار ملتے ہیں۔ ان کی شعری پختگی اسی بات سے واضح ہوئی ہے کہ وہ فارسی، پنجابی اور اردو کے باکمال شاعر تھے۔ انھوں نے تین زبانوں میں شاعری کر کے خانقاہ سیال شریف کی شعری روایت کو دوام عطا کیا ہے۔ ان کی پنجابی شاعری کا زیادہ تر حصہ قومی مسائل پر مشتمل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان صوفیہ نے تحریک پاکستان میں بڑا کردار ادا کیا تھا۔ جب ان کی توقعات پوری نہیں ہوئیں تو انھوں نے پھر مسائل پر کھل کر آواز بلند کی۔ ان کی ایک مشہور پنجابی نظم ''واہ واہ ساڈا پاکستان'' موجودہ حالات سے بھی مطابقت رکھتی ہے:

رشوت لیندا شوہدا لیڈر ہر دم اس نوں گھر دا بھوڑر
عورت اسدی ملے پوڈر تاں اوہ کر دی بند زبان
واہ واہ ساڈا پاکستان
اس حمام دے سارے ننگے فرق نہیں وچہ بھیڑے چنگے
ہکی رنگ وچہ سارے رنگے رہبر سب دا ہے شیطان
واہ واہ ساڈا پاکستان

حاکم تے محکوم تمامی مسلم لیگی لیگ عوامی
کر دے سارے بے لگامی ہسدا اسانوں ویکھ جہان
واہ واہ ساڈا پاکستان
کرسی دیکھ کے لین کپیڑی ہکوا یہا بات نبیڑی
اپنے ہتھیں بوڑن بیڑی جیہڑے ساڈے کشتیبان
واہ واہ ساڈا پاکستان
جھٹ جھٹ نوں بنے وزارت اگلی بنی تاں گئی اکارت
ٹوکاں مارے سانوں بھارت پنڈت نہرو بے ایمان
واہ واہ ساڈا پاکستان (۴)

عبد اللہ سیالویؒ نے اپنی فارسی شاعری کی طرح پنجابی شاعری میں بھی ہر صنف میں طبع آزمائی کی۔ان کی ثلاثیات بھی شعری حسن سے مزین ہیں۔جن میں زندگی کے تجربے کا نچوڑ بیان کیا گیا ہے۔ان تلخ حقیقتوں کی ترجمانی کی ہے جن سے انکار ممکن نہیں ہے۔

نیم حکیم توں ۔۔۔جنگ عظیم توں ۔۔۔آئس کریم توں ۔۔۔۔۔۔اللہ پناہ دے
بال ناداں توں ۔۔۔چڑکے مہمان توں۔۔۔رنڈے انسان توں ۔۔اللہ پناہ دے
پنکچر ہوئی کار توں ۔۔سور دے شکار توں ۔۔۔بھکھے نمبردار توں ۔۔۔۔اللہ پناہ دے
لمبی علالت توں ۔۔۔ملکی جہالت توں ۔۔۔راشی عدالت توں ۔۔۔۔۔اللہ پناہ دے
اوچھے امیر توں ۔۔۔عورت شریر توں ۔۔۔۔جاہل فقیر توں ۔۔۔۔۔اللہ پناہ دے (۵)

خانقاہ سیال شریف کے اس صوفی شاعر کی باریک بینی قابل داد ہے کہ انھوں نے پاکستان میں شرعی قوانین کا نفاذ نہ ہونے پر طنز کی ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ خانقاہوں میں رہنے والے درویشوں نے تحریک پاکستان میں موثر کردار ادا کیا تھا۔ اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ یہ ملک اسلام کے نام پر وجود میں آ رہا تھا۔جب پاکستان بنا تو اس سے وہ توقعات پوری نہ ہو سکیں تو انھی صوفیہ نے اپنے طریقے سے اس پر احتجاج کیا۔جس کی ایک صورت خواجہ عبد اللہ کی اردو شاعری میں نظر آتی ہے۔ان کے اشعار میں ملی و قومی شعور کے مظاہر قابل داد ہیں۔

دستور پاکستان

اس ملک میں ہمارے شرعی نظام ہو گا
یورپ کے حسب منشا سب انتظام ہو گا

اسلام کے مطابق دستور ہے بنانا
بلوائیں گے نصاریٰ جب ہی یہ کام ہو گا
قرآن و حدیث و سنت اس کی نہیں ضرورت
قانون انگلش کا اجرا عام ہو گا
سود و قمار بازی فلم و شراب و رشوت
یہ سب حلال ہونگے پردہ حرام ہوگا
بازار میں گلی میں گلشن میں پارٹی میں
عورت کا بن سنور کر چھ کے خرام ہو گا
مفقود ہی رہے گا احساس ملک و ملت
جھگڑا وزارتوں کا ہر صبح و شام ہو گا
صوم و صلوۃ کی سب پابندیاں اٹھیں گی
احکام مذہبی کا قصہ تمام ہو گا(۶)

جب ایوب خان کا مارشل لاء لگا تو اس نے احتساب شروع کیا۔ جو سیاست دان عیاشیوں میں مست تھے ان کو اچانک تھانوں کی ہوا کھانا پڑی۔ عبد اللہ سیالوی ایوب خان کے مداح تھے۔ ان حالات میں سیاست دانوں کی جو حالت تھی اس پر ان کے طنزیہ اور مزاحیہ انداز میں اشعار ان کی سیاسی شعور کی جانب توجہ دلاتے ہیں۔ انھوں نے سیاست دانوں کے ماضی اور حال کی تصویر کشی کی ہے۔

ناظم اعلیٰ مارشل لاء

آتا ہے یاد مجھ کو وہ گزرا ہوا زمانہ
وہ کرسی وزارت وہ میرا شامیانہ
افسر دفاع کا تھا میری تھی شان ارفع
تھا ٹھاٹھ خسروانہ اب ٹاٹ جیل خانہ
بھولی بلیک ساری رخصت ہوئی سمگلنگ
رشوت کہاں ہے جس سے بھرپور تھا گھرانہ
غلے کے سب ذخیرے اب لے گئی حکومت
ارماں ہے یہ کہ میرا کھائے گی قوم دانہ
اشیا خوردنی میں کرتا تھا میں ملاوٹ
بھولی ملاوٹیں سب رہتا ہے یاد تھانہ
منظور ہے رشوت معذور ہے سفارش
اس دور مارشل میں چلتا نہیں بہانا
اب تو لرز رہے ہیں سارے سماج دشمن
اس تیر کا نہیں ہے ہرگز خطا نشانہ

جھوٹی شہادتوں سے راشی عدالتوں میں
اب ملک بچایا اللہ جل شانہ (۷)

خواجہ عبد اللہ سیالویؒ کی اردو شاعری کے موضوعات عوامی نوعیت کے ہیں۔ انھوں نے مختلف عوامی مسائل پر بھی بات کی ہے۔ اس دور میں رشوت کا چلن عام تھا۔ کوئی بھی کام بغیر رشوت کے کروانا ناممکن تھا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ہمارے معاشرے کو رشوت خوری دیمک کی طرح کھا رہی ہے۔ رشوت خوری کا آج تک خاتمہ نہیں ہو سکا۔ ہمارے ملک میں جائز کام کروانے کے لیے بھی رشوت دینا پڑتی ہے۔ خواجہ عبد اللہ سیالوی نے رشوت کے عنوان سے اردو نظم لکھ کر اس سماجی برائی کی روک تھام کی کوشش کی ہے۔ ان کی یہ نظم موجودہ عہد کے ساتھ بھی بڑی گہری مماثلت رکھتی ہے۔

رشوت

ہوا ہے گرم پاکستان میں بازار رشوت کا
ترقی کر رہا ہے خوب کاروبار رشوت کا
تقاضہ ہو رہا ہے رشوتوں کا بے حجابانہ
کھلا ہے ہر کسی کے واسطے دربار رشوت کا
سرانجام امور قوم مشکل ہے بجز رشوت
نہ ہو گا کام کچھ جب تلک نہ ہو اقرار رشوت کا
بڑی مشکل کشا اور قاضی الحاجات رشوت ہے
ہوا ہے نام اب غفار اور ستار رشوت کا
مریض عشق کی صورت کیا جتنا علاج اس کا
زیادہ سے زیادہ ہوگیا آزار رشوت کا (۸)

رشوت کے بعد انھوں نے وزارتوں کی دوڑ میں لگے ارکان اسمبلی پر بھی طنز کے نشتر برسائے ہیں۔ ہمارے ملک میں وزیر کا عہدہ حاصل کرنا خاصا مشکل کام ہے۔ جس کو یہ عہدہ مل جاتا تو پھر اس کا مقصد اپنے عہدے کو استعمال کر کے مال و دولت جمع کرنا ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں ایسے ایسے وزرا بھی ہوتے ہیں جن کو اپنی وزارت کا واجبی سا بھی علم نہیں ہوتا مگر سیاسی مجبوریوں کے تحت ان کو وزارت دینا پڑتی ہے۔ نااہل لوگوں کا اقتدار میں رہنا اور اقتدار کی طاقت کو اپنے ذاتی مفادات کے لیے استعمال کرنا ہمارے سیاست دانوں کی پرانی روش ہے۔ یہ نظم بھی موجودہ حالات سے مطابقت رکھتی ہے۔

شوق وزارت

کاش میں بھی وزیر ہوتا
ایک دن امیر ہو جاتا

صاحب زر کثیر ہو جاتا
خسرو بے سریر ہو جاتا
لوگ مجھے بھی کہتے ان داتا
میں رزاق خلق بن جاتا
ایک کوٹھی بھی خوب ہاتھ آتی
میز کرسی وغیرہ ساتھ آتی
سیر کرنے کو ہوتی موٹر کار
خلق کہتی مجھے بڑی سرکار
کام ہوتا اگر کوئی فی الفور
مدت العمر اس پہ کرتا غور(۹)

خواجہ عبد اللہ سیالویؒ کی اردو شاعری میں محبت کے روایتی مضامین دکھائی نہیں دیتے۔انھوں نے روایتی غزل گوئی کی بہ جائے عوامی مسائل اور ملکی حالات پر شاعری کی ہے۔شاعری میں ان کا مخاطب محبوب کی بہ جائے حکم ران طبقہ ہے جو عوام سے کیے گئے وعدے پورے نہیں کرتا۔ان کی شاعری میں کرب ودکھ ہے مگر کسی حسین کے لیے نہیں بل کہ ملک وملت کے لیے ہے۔ان کی اردو شاعری میں غم کی کسک ہے مگر علامہ اقبالؒ کی طرح ملت کے غم کا ہر سو جلوہ ہے۔مخصوص مذہبی پس منظر رکھنے کی وجہ سے ان کی دلی تمنا تھی کہ پاکستان میں اسلامی قوانین کا نفاذ ہو جائے مگر جب ان کی یہ خواہش پوری نہ ہوئی تو ان کے باطنی اضطراب نے شعروں میں ڈھل جانا ہی مناسب سمجھا۔انھوں نے اپنا نقطہ نظر اشعار کے ذریعے سمجھانے کی کوشش کی۔پاکستان کے عنوان سے انھوں نے ایک نظم لکھی۔

پاکستان

آزاد تو اپنا ملک ہوا آزاد طبیعت ہو نہ سکی
ہے نام مبارک پاکستان اور دور نجاست ہو نہ سکی
مسلم کا اپنا ملک بنا اسلام سے خالی ہے اب تک
قانون نصاریٰ جاری ہے منظور شریعت ہو نہ سکی
معمور ابھی مے خانے ہیں ،مرغوب یہ فلمی گانے ہیں
حکام ذرا مستانے ہیں دور ان سے رشوت ہو نہ سکی
تحریر وہی انگریزی ہے ،تدبیر وہی انگریزی ہے
تصویر وہی انگریزی ہے نئی طرز حکومت ہو نہ سکی

لیڈر بھی خوب نرالے ہیں ممبری کے سب متوالے ہیں
اور باہم لڑنے والے ہیں ملت کی خدمت ہو نہ سکی(۱۰)

خواجہ عبد اللہ سیالویؒ کی اردو شاعری فنی محاسن پر خواہ پورا اترے یا نہ اترے لیکن ان کی شاعری میں نظیر اکبر آبادی اور اکبر الہٰ آبادی کی طرح عوامی رنگ ضرور پایا جاتا ہے۔انھوں نے شعری کمالات کا اظہار اپنی فارسی شاعری میں دکھایا ہے۔گمان یہی ہے کہ اردو شاعری انھوں نے عوام کی امنگوں کے مطابق کی ہے۔اس لیے ان کی اردو شاعری میں عوامی مسائل،عوامی موضوعات اور قومی و ملی عیوب کا ذکر بار ہا ملتا ہے۔ان کی اردو شاعری میں سب سے معروف کلام ان کے مزار کا کتبہ ہے جو انھوں نے خود تحریر فرمایا۔ ان کا یہ کتبہ خانقاہ سیال شریف سے تعلق رکھنے والے تقریباً ہر ارادت مند کو زبانی یاد ہے۔اس میں ان کا اردو شاعری کا اپنا انداز اور رنگ نظر آتا ہے۔

کبھی میں بھی صاحب عزم تھا، کبھی میں بھی رونق بزم تھا
کبھی میں بھی رستم رزم تھا، کیوں ملا دیا خاک میں
کبھی تھا میں شاعر بذلہ سنج، کبھی تھا میں دافع دردورنج
کبھی تھا میں معدن ہفت گنج، جو ہوا ہوں دفن خاک میں
ہوا مجھ پہ فضل و کرم زحد، کیوں نہ فخر و ناز کرے عبد
جو کہ بن گئی ہے میری لحد ،اسی آستانہ پاک میں (۱۱)

انھوں نے کئی موضوعات کو اپنی شاعری میں سمویا۔ان کی شاعری میں عوامی رنگ غالب ہے۔ ان کا سیاسی اور سماجی شعور ان کی فکری بالیدگی کا آئینہ دار ہے۔ان کی شاعری میں معاشرتی برائیوں اور سماجی رویوں کو بھی طنز کا نشانہ بنایا گیا ہے۔انھوں نے اس وقت کے حکم رانوں کی چال بازیوں اور فریب کاریوں پر بھی شدید تنقید کی ہے۔ان کی شاعری عوامی موضوعات پر مشتمل ہونے کی وجہ سے اہمیت کی حامل ہے۔ان کی شاعری کو پڑھ کر یہ احساس ہوتا ہے کہ دور افتادہ بستی میں بیٹھا ہوا چشتی درویش شاعر کس قسم کا شعری مزاج رکھتا ہے۔ان کی شاعری میں محبوب اور کوچہ جاناں کا ذکر کم ہے مگر حقیقت کی جلوہ آرائیاں جوبن پر ہیں۔ان کی شاعری میں وطن سے محبت ،سیاست دانوں کے رویوں پر طنز ،رشوت جیسے معاشرتی ناسور پر گہرے وار اور معاشرے کے تلخ حقائق نظر آتے ہیں۔یہی وجہ ہے خانقاہ سیال شریف کا یہ شاعر اپنے عصری،

سماجی، سیاسی، تاریخی اور تہذیبی شعور کی بہ دولت قد آور شعرا میں شمار ہوتا ہے۔ اس کی شاعری میں موضوعات کا تنوع، جدت اور رنگارنگی عجب نظارہ پیش کرتی ہے۔ ان کے قلمی نسخے کو پڑھ کر انسان ورطہ حیرت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ایک قادر الکلام شاعر کا دیوان ابھی تک شائع نہیں ہو سکا، اس سے بڑی ستم ظریفی اور کیا ہو سکتی ہے۔ خانقاہ سیال شریف کے وابستگان کو خواجہ عبد اللہؒ کی حیات وخدمات پر باقاعدہ عملی و تحقیقی کام کرنا چاہیے تاکہ ادبی و عرفانی میراث کے مالک عبد اللہ سیالویؒ کی تخلیقی اور سماجی زندگی کی تصویر سامنے آسکے۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) تبسم کاشمیری، اردو ادب کی تاریخ، جلد اول، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۳ء)، ۲۹۔

(۲) غلام نظام الدین، ھوالمعظم، (لاہور: اسلامک بک فاونڈویشن، لاہور، ۱۹۷۹ء)، ۳۲۱، ۳۲۰۔

(۳) عبد اللہ سیالویؒ، غیر مطبوعہ مجموعہ کلام (مملوکہ کتب خانہ خانقاہ سیال شریف، سرگودھا)

(۴) ایضاً۔ (۵) ایضاً۔ (۶) ایضاً۔

(۷) ایضاً۔ (۸) ایضاً۔ (۹) ایضاً۔

(۱۰) ایضاً۔ (۱۱) ایضا۔

BIBLIOGRAPHY

- Dr. Tabassum Kashmiri, *Urdū Adab kī Tarīkh*, (Lahore: Sang-e-Meel Publishers, 2003)
- Prof. Ghulam Nizam-ud-Din, *Huval Muazzam*, (Lahore: Islamic Books Foundation, 1989)
- Unpublished Verse Collection of *Khwaja ‘Abdullah Sialvī*, Owned by Kutab Khana, Khanqah-e-Sial Sharif.

❖❖❖